THE ALHAKAM

Qadian

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور معروف اخبار

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی لا

بیا در بزم مستان تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ

والیان ریاست و امراء سے ... معاونین سے ... عوام سے ...

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل و کرم سے شایع ہوتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ہوا دا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر ۳۸

الحکم کے دوستون کا اس سے مایوس کن معاملہ

الحکم کو پڑہکر معلوم ہوا کہ زندہ قوم نے الحکم کی طرف جیسی توجہ دینے کی ضرورت تہی ویسی توجہ نہین دی۔ جس کا نتیجہ ہے کہ الحکم بہت سا خسارا اٹہارہا ہے۔

ساٹہہ وی پی ارسال کئے گئے تہے جس مین سے تین یا چار وصول ہوئے۔ کیا یہ امر ایسا نہین کہ جس کے صاف معنے یہ ہین کہ قوم کو اس وقت الحکم کی ضرورت محسوس نہین ہوتی۔

اے قوم ایڈیٹر الحکم اس وقت بہی تیری خدمت کر رہا ہے اور مین بہی ہندوستان سے تیری خدمت کے لئے دور ہون اور باوجود اس کے الحکم تیرے پاس حاضر ہوتا ہے تیرا اس کی طرف توجہ نہ کرنا کیسا مایوس کن ہے۔

اے قوم کیا تو الحکم کی خدمات کو بہول جائے گی اور پسند کریگی کہ الحکم کو مٹا دیا جائے۔

اے قوم تو پسند کرتی ہے۔ کہ تیرے ہاتہہ مین صرف ایک یا دو اخبار ہون جو کہ تیری آواز کو ساری دنیا مین پہنچائین۔

کیا تو اس مسلّم امر کو ماننے کے لئے تیار نہین کہ اخبارات قوم کی زندگی کی دلیل ہین۔

جس قدر کسی قوم کے اخبارات ہوتے ہین وہ قوم قوی الصوت مانی جاتی ہے۔

اے قوم! اپنے ہاتہون سے اپنے اخبارات کو موت کے گہاٹ نہ اتار بلکہ انکی طرف توجہ کر۔

کیا تم خیال کرتے ہو کہ ساٹہہ وی پیون کے واپس آنے سے الحکم جیسے اخبار کو کس قدر نقصان اٹہانا پڑا۔

کیا تو ان خدمات کو بہول جائے گی جو الحکم نے تیرے لئے کین

اور کیا تو اس ساری محنت کے معاوضے مین۔ تیرا اس کے ساتہہ یہی دل شکن معاملہ ہوگا۔

ہرگز مین توقع نہین رکہتا کہ تو کبہی پسند کرے کہ الحکم بند ہو جائے۔ اور تو جانتی ہے کہ ہم سب کا آقا بہی پسند نہین کرتا کہ وہ بند ہو اس لئے اس کے بقاء کے جو کچہہ تیرے اختیار مین ہے کر۔ کیونکہ اخبارات تیری قوت کا نشان ہین۔

شیخ محمود احمد احمدی از مصر

درخواست دعا

میری ساس صاحبہ اہلیہ حکیم عبداللہ صاحب احمدی جو کہ گورکہپور کی مخلص جماعت میں سے ایک پرانے اری ہین عرصہ چہ ماہ سے سخت علیل ہین۔ بہت علاج کروایا افاقہ نہین۔

احباب دعا فرماوین کہ اللہ تعالےٰ انکو جلد شفا دے اور ان کو ان کے فوت شدہ لڑکون کا البدل دے کر تسکین فرماوے۔ آمین۔

بڑہاپے مین ان کے دو ہی لڑکے تہے دونون ہی فوت ہوگئے۔ والسلام۔

خاکسار عنایت اللہ قادیانی عرف مدرس ڈنگاہ

خاکسار آٹہہ ماہ سے بیمار ہے۔ لہذا دعا کے واسطے تمام بزرگان سلسلہ سے امید وار ہے۔ کہ بندہ کے واسطے دعا کرین تا اللہ تعالیٰ اُسے صحت عطا فرماوے آمین۔ نیز خدا کے فضل و کرم سے عاجز کے گہر مین ۲ ستمبر کو لڑکا پیدا ہوا ہے عاجز نے اسکی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کی ہے اسکی درازی عمر اور خادم دین ہونیکے لئے دعا فرماوین۔ افضل الرحمن احمدی ماسٹر

خواجہ پریس بٹالہ مین باہتمام احمد وجودی پرنٹر کے چہپا۔ اور شیخ ابراہیم علی نے قادیان تراب منزل سے شائع کیا

عنوان خون

نمیدانم حدیث نامہ چون است
ہمی بینم کہ عنوانش بخون است

سرزمین کابل پر سلسلہ احمدیہ کی تیسری قربانی

آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمین

کابل کی سنگلاخ زمین پر ۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۲۴ء کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تیسری قربانی افغان گورنمنٹ کے حکم سے عمل میں آئی۔ اور مولوی نعمت اللہ خان رضی اللہ عنہ کو افغان گورنمنٹ نے شورہ پشت باغیوں کو خوش کرنے کے لئے

سنگسار کر کے قتل کر دیا اور ایک بیگناہ کے خون سے اپنے دامن کو آلودہ کیا

مولوی نعمت اللہ خان کے اسیر کرنے کی خبر ہم کو عدن پہونچی تھی۔ اور لنڈن میں ۳۔ ستمبر کو اس شہادت کی خبر پہونچ گئی جو نہ صرف لنڈن میں بلکہ اس وقت تک دنیا میں شائع ہو چکی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہ تیسری قربانی ہے۔ جس کے خون سے کوہستان کابل میں

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اعلان کیا گیا ہے

کابل کی حکومت نے دیکھ لیا ہے کہ صداقت اور حق میں کس قدر قوت اور اثر ہے۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت اپنے زور اور جبر سے اس کو دبا نہیں سکتی اور جن قلب میں یہ حرارت حق پیدا ہو جاتی ہے اس کو کوئی جابر ہاتھ بجھا نہیں سکتا۔ یہ وہ طاقت ہے کہ جبر اس کو زیادہ کرتا ہے اور یہ وہ حرارت ہے کہ اس کا مقابلہ اس کے بھڑکانے کا موجب ہوتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۳ء میں امیر حبیب اللہ کی گورنمنٹ نے اس پاک انسان کو جس۔ (تخت نشین ہونے کے وقت خود امیر حبیب اللہ کے سر پر تاج عزت رکھا تھا) سنگسار کرایا اور اس کو خیال تھا کہ احمدیت کی اشاعت اور قبولیت اس طاق پر رکھ جائے گی۔ مگر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یہ جماعت ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز ترقی کرے گی۔ یہاں تک کہ خدا تعالے کے وعدے پورے ہو جائیں۔

کیا امیر حبیب اللہ خان کو اور اس کے ملک کو اس قتل کے بعد آرام اور چین کی زندگی نصیب ہوئی؟ ان واقعات اور حالات کو دیکھنے والے موجود ہیں۔ یہ بہت دور کی بات نہیں کہ ہم کو تاریخ قدیم کے اوراق پریشان میں اس منظر کو دیکھنا پڑے

اس قتل کے محرکین اور مویدین اور خود امیر کی زندگی ایک مصیبت کی زندگی تھی۔ ہیضہ کی صورت میں جو عذاب معاً کابل پر نازل ہوا، اس کے تصور سے بھی اہل کابل گھبرا جاتے ہیں۔ اور اس کا ذکر غیر قوم کے ایک قابل مصنف نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اور اس قتل کے مویدین میں سے بعض زندہ موجود ہیں۔ اور اسی ملک پنجاب میں موجود ہیں۔ آخر خدا تعالے کے قانون جزا نے اپنا کرشمہ دکھایا اور

امیر حبیب اللہ خان کا خاتمہ پولیٹیکل قاتلوں نے کر دیا

امیر حبیب اللہ خان کا قتل خود ایک درس عبرت ہے۔ مگر انسان کی عادت ہے کہ وہ واقعات کو بھول جاتا اور اپنی عارضی قوت و طاقت کے نشہ میں سرشار ہو کر ناکردنی افعال کر گزرتا ہے۔ اب چوبیس سال کے قریب گذرنے کے بعد افغان حکومت نے اپنے ملک کے باغیوں اور شورہ پشت مجنونوں کو خوش کرنے کے لئے ایک بے گناہ کو حق اور صداقت کے جرم میں

سنگسار کر کے اسی فعل کا اعادہ کیا ہے

اور وہ اس بات سے غافل ہے کہ خدا تعالے کا عقاب کس طرح اپنا کام کرتا ہے۔

ہم اس واقعہ کو درد اور دکھ کے ساتھ سنتے ہیں جو ہماری آنکھوں سے بہت دور سرزمین کابل میں ہوا ہے۔ لیکن اس واقعہ سے پریشان نہیں ہوتے اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ

قوموں کی زندگی اور تعمیر کا راز اس کی قربانیوں میں ہے

کوئی قوم اور جماعت اپنے مقصد کو حاصل نہیں کرتی جب تک اس کو متعدد قربانیاں نہ کرنی پڑیں۔ یہ قربانیاں کبھی مالی ہوتی ہیں اور کبھی جسمانی۔ موت ایک دن آنے والی ہے اور وہ انسان کو اس کے محبوبات اور مالوفات سے جدا کرتی ہے۔ لیکن کیسی مبارک اور پیاری ہے۔ وہ موت جو خدا کی رضا میں آئے اور جو موت نہیں بلکہ پیغام حیات ہو۔ پس نعمت اللہ خان کی موت کا نام تو ہم موت اس لئے بھی نہیں رکھ سکتے کہ خدا تعالے نے شہدا کو خود زندہ کہا ہے۔ جس کو خدا تعالے زندہ کہتا ہے وہ مردہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ نعمت اللہ خان کی یہ حیات جو قربانی کے بعد نمودار ہوئی ہے۔ ہم کو اپنے پیچھے بلاتی ہے۔ اور کابل کی سرزمین ہم سے ایسی ہی قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے۔

حکومت کابل کے اس قتل کو دنیا کی تمام مہذب آبادی اور خود افغانستان کا فہیم طبقہ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھے گا۔ ہم اس کے اس فعل کو محض اس لئے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ بحیثیت حکومت کے اس کا یہ فرض ہونا چاہیے تھا۔ کہ وہ انسان کی ضمیر کی آزادی کا خون نہ کرے۔

اس قسم کے سفاکانہ افعال نے کبھی دنیا میں امن اور حکومت کے لئے اقتدار پیدا نہیں کیا۔ ان سلسلوں کی تاریخ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں ایسی ہی قربانیوں کے خون سے لکھی ہوئی ہے۔ اور ان سلطنتوں اور حکومتوں کے کھنڈرات اور ویرانے جنہوں نے حق کے مٹانے کے لئے مظالم کئے آج تک یہ اعلان کر رہے ہیں کہ

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

اگر حکومت کابل کی طرف سے مذہبی آزادی کا اعلان نہ کیا گیا ہوتا۔ اگر محمود طرزی جیسے باخبر وزیر نے ہم کو یہ یقین نہ دلایا ہوتا کہ حکومت افغان کو مذہب کی وجہ سے کوئی تعرض کسی احمدی سے نہیں تو ہم کو اس سفاکانہ عمل پر کوئی تعجب اور افسوس نہ ہوتا۔ لیکن ایک گورنمنٹ کا ایک مسلمان گورنمنٹ کا یہ اعلان کر کے یہ یقین دلا دینے کے بعد ایسا فعل کرنا

اپنی آپ ہی مثال ہے

ہم حکومت افغان کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہیں محض اس لئے کہ اس قسم کے افعال دنیا میں ضمیر کی آزادی کو روکتے ہیں۔ اگر آزادی ضمیر انسان کا پیدائشی حق ہے اور ضرور ہے تو کیا ہم کو امید کرنی چاہیئے کہ وہ جو آزادی ضمیر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے تھکتے نہیں اس فعل کے خلاف اپنی آواز اٹھائیں گے تاکہ

آیندہ انسانیت اور اخلاق کی توہین نہ ہو

افغان گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ احمدیت کی اشاعت اور تبلیغ کو افغانستان میں یہ قربانیاں روک نہ سکیں گی بلکہ ہمارے شہیدوں کا خون ہمیشہ

کوہستان کابل کی چوٹیوں پر اعلان کرتا رہیگا کہ احمدیت ہی حق ہے

اور جب تک ہم میں ایک نفس بھی باقی ہے انشاء اللہ وہ افغانستان میں اس لوا کو بلند کرتا رہے گا۔ جس کو عبد الرحمن۔ اور عبد اللطیف نے بلند کیا اور اب نعمت اللہ خان نے اپنی جان دیتے وقت ہمارے ہاتھ میں دیا ہے۔ یہ خیالی بات نہیں حقیقت ہے۔ ہم اس جھنڈے کو کابل کے کنگروں پر اڑاتے رہیں گے اور ہمیں اپنے مقتدر اور ملیک خدا پر یقین ہے کہ وہ آپ اس علم کی حفاظت کرے گا۔ اور وہ وقت آ جائے گا کہ جب رب الافواج اپنی فوجوں کے ساتھ حق کو غالب کرے گا۔

افغانستان کے فرزندان احمدیت اس جھنڈے کو اب نیچا نہیں ہونے دیں گے۔ نعمت اللہ خان کے خون کے قطروں سے ہزاروں نعمت اللہ خان پیدا ہونگے اور پھر کسی طاقت اور حکومت کا ان پر بس نہ چل سکے گا۔

ہم دنیا میں امن اور صلح کے داعی ہیں اس لئے کہ ہمارا امام امن کا شہزادہ ہے۔ اور دنیا میں امن قائم کرنے کے

لئے آیا ہے۔ مگر یہ امر ہمارے اختیار سے باہر ہے کہ حکومت افغانستان اپنے ہاتھ سے جن سامانوں کو پیدا کر رہی ہے ان کو روک سکیں۔ ہم سے زیادہ کسی کو اس سے تکلیف نہیں ہوتی کہ زمین پر کہیں ایک بھی خون کا قطرہ گرے۔ ہم دین کے لئے سیف و سنان کی لڑائیوں کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور ہماری جماعت جہاں کہیں بھی ہے وہ اپنی حکومت کی اطاعت اپنا فرض سمجھتی ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کی قضا و قدر کو کون روک سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندے مسیح موعود نے قریباً بیس سال پہلے پیش گوئی کی ہے کہ

ریاست کابل میں پچاسی ہزار مریں گے

اور خدا تعالےٰ کے اس وعدے میں خون کی ندیاں نظر آتی ہیں۔ اس لئے خدا تعالےٰ کا یہ جلالی نشان جب کابل کی ریاست میں ظاہر ہوگا تو کون ہے جو مسیح موعود کی صداقت کے اس نشان کو دیکھ کر جبین نیاز جھکانے کو آمادہ نہ ہوگا۔ بشرطیکہ اس میں خدا کا خوف ہو۔ ہم اس امر کو خدا ہی کے سپرد کرتے ہیں۔ البتہ فرزندان احمدیت سے یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہر ایک نعمت اللہ خان کے راستہ پر چلنے کے لئے تیار ہو جائے۔ ہم نے امن کے ساتھ اپنے سلسلہ کی اشاعت کرنا ہے۔ اور ہر قسم کے جَور و جفا کو برداشت کرنا ہمارا فرض ہے+

ہم جانتے ہیں کہ حکومت اس خلاف انسانیت قتل کے لئے مختلف عذرات تلاش کرے گی۔ مگر معقول پسند دنیا ان عذرات کی حقیقت کو سمجھتی اور جانتی ہے۔

انگلستان کے اخبارات نے اِس خون ناحق کی خبر کی پورے جوش سے اشاعت کی ہے۔ اور مہذب دنیا اس کے خلاف آواز اٹھائے گی۔ یہ ممکن ہے کچھ عرصہ کے لئے وہ آواز صدا بصحرا ہو۔ مگر یہ آواز کابل کے پہاڑوں سے ٹکرانے کے بعد آخر ایک گونج پیدا کرے گی۔

ہمارے دوستوں کو مرحوم نعمت اللہ خان سے سبق لینا چاہئے اور اس کی آخری چٹھی کو غور سے پڑھنا چاہئے۔ اور نہ صرف پڑھنا چاہئے بلکہ ہر ایک ہم میں سے کھڑا ہو کہ وہ اس پیغام کو کابل کی سرزمین میں پہونچانے کے لئے پہلا والنٹیر ہوگا+ میں اخلاص اور صدق کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل اور توفیق سے میں چاہتا ہوں کہ میں ہی وہ پہلا والنٹیر بن سکوں۔ جس کو اس جھنڈے کے کھڑا رکھنے کا حکم دیا جائے جس کو پتھروں کی بارش میں جو برابر تین میل سے اس پر ہو رہی تھی۔ ہمارے پیارے بھائی نعمت اللہ خان شہید نے کھڑے رکھا۔ اور آخر وقت تک اس

مجاہدِ اسلام و شہیدِ ملت نے نیچا نہیں ہونے دیا

افسوس اور مرثیہ خوانی قوم کی حیات کو مار ڈالنے والی چیز ہے۔ بڑھنے والی قوم اپنے شہیدوں کے اس فعل کی عزت کرتی اور اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیتی ہے۔ جس نے مرنے کے بعد ان کو زندہ کیا ہے۔ نعمت اللہ خان کی لاش کابل کے پتھروں کے تودہ کے نیچے سے ہم کو پکار رہی ہے کہ

لوائے احمدیت کو سنبھالنے کیلئے آگے بڑھو میں اپنا کام ختم کر چکا

افغان گورنمنٹ کو اپنے ظلم پر خوش ہوتے دو۔ اگر فطرت کا قانون اسے اس خون ناحق پر خوش رکھ سکتا ہے ہمارا کام احتجاج کے ساتھ اس پہلو میں ختم ہو گیا۔ ہم افغان گورنمنٹ سے نہ کوئی انتقام چاہتے ہیں اور نہ ہمارے بس کی یہ بات ہے+ ہمارے سامنے روما کی حکومت کی مثال موجود ہے۔

اصحاب کہف پر ظلم کرنیوالے روما کے حکمرانوں نے اپنے زور و قوت کا امتحان کیا

مگر آخر وہی روما کی حکومت تھی۔ جو حضرت مسیح کے خدام اور کفش برداروں کے قبضہ میں آگئی۔ میں اپنے یقین اور ایمان کی بات کہتا ہوں اور اپنے ذوق پر کہتا ہوں کہ

افغانستان پہلی حکومت ہوگی جو احمدی حکومت ہوگی

جس حکومت کے تحت میں احمدیوں کو اس قدر قربانیاں کرنی پڑی ہیں۔ اور ابھی معلوم نہیں کہ اور کتنی قربانیاں کی ضرورت پڑے گی۔ یہ قربانیاں بے سود نہ جائیں گی۔ جس طرح روما کی حکومت کے مظالم جو غریب مسیحیوں پر ہوتے تھے۔ آخر اس سلطنت کو مسیح کا غلام بنانے کا موجب ہوئے۔ اسی طرح افغانستان کی حکومت جو آج

مسیح موعود کا نام لینے پر سنگسار کرتی ہے

ایک وقت آئے گا کہ اس کا نام لینے پر اپنی عزت و جلال کے تخت سے نیچے اتر آئے گی۔ اور احمد نبی کے نام پر درود پڑھے گی۔ اور ان آنیوالوں کو افسوس ہوگا کہ ان کے اسلاف میں ایسے لوگ گذرے جنہوں نے مسیح موعود کے غلاموں کی جان لی۔

پس گھبرانے کا کوئی مقام نہیں۔ یہ قربانیاں ہم کو قریب کر رہی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے وعدوں کے دن آرہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اخلاص و وفا اور دنیا کی حقیقی خیر خواہی کے لئے کھڑے ہو کر اس پیغام کو پہونچائیں جو شہزادہ امن لیکر آیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک نعمت اللہ خان کے مقام پر کھڑا ہونے کے لئے تیار ہو جائے۔ میں خدا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والی قوم کے جذبات کی شاید ہتک کرتا ہوں۔ جب کہتا ہوں کہ تیار ہو جائے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ تیار ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک منتظر ہے کہ کس کے نام یہ قرعہ فال پڑتا ہے

کہ ابدی زندگی کا یہ جھنڈا اس کے سپرد کیا جائے

عرفانی از لنڈن

قابل توجہ ناظرین اخبار الحکم

اخبار الحکم کی حالت جو اس وقت جا رہی ہے اس کی نسبت لکھنا اور بار بار یاد دہانی کرانے سے کچھ فائدہ نہیں۔

جب کہ پچھلے دنوں میں وی پی کئے گئے تھے۔

(۱) سوائے دو عدد وی پیا وصول ہونے کے علاوہ سب واپس آگئے۔ جس کے کارخانہ کو محصول ڈاک میں زیر بار ہونا پڑا۔ یہ ایک اس اخبار کی حالت ہے جس کا ایڈیٹر اس قوم کے پاس اخبار امانت چھوڑ کر گیا ہے۔ احباب الحکم کی قیمت جو واجب الادا ہے۔ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ضروری نوٹ

اخبار الحکم میں کسی شخص کو کوئی مجاز نہیں

(۲) کہ جو اس کا دل چاہا مضمون دے دیا ہر ایک مضمون ایڈیٹر کی منظوری کے شایع نہیں ہو سکے گا اور وہ دوست بھی جو کہ اپنے آپ کو الحکم کے خاص کارکن خواہ مخواہ تصور کر کے الحکم کے نام۔ کو بدنام کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اور بعض آرٹیکل وہ مینیجر کی طرف سے شایع کرتے ہیں۔ وہ مہربان بھی اپنی اس مہربانی سے ہم کو باز رکھیں ان کو کوئی حق نہیں کہ وہ الحکم کے کسی معاملہ میں دخل دیں۔ والسلام

خاکسار شیخ محمد ابراہیم علی مینجر الحکم

دفتر الحکم میں اس وقت جس قدر کتب بغرض ریویو آئی ہوئی ہیں ان پر انشاء اللہ تعالےٰ اگلے اشاعت میں ریویو کر دیے جاویں گے۔

مینجر۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا لیکچر
ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین لنڈن میں

جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ۹ ستمبر ۱۹۲۴ء کی رات کو ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین کے اجلاس منعقدہ گلڈ ہوس میں بزبان انگریزی خود پڑھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

صدر مجلس بہنوا ور بھائیو ا گو آج آپ ایک اور لیکچر کے سننے کے لئے جمع ہوئے ہین۔ مگر مسٹر کے این داس گپتا آنریری آرگنائزر آف دی یونین آف دی ایسٹ اینڈ ویسٹ نے چونکہ مہربانی سے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ مین بھی چند منٹ کے لئے بولون اس لئے مین بھی اپنے چند خیالات کا اظہار کرتا ہون۔ مین سمجھتا ہون کہ اس سوسائٹی کی اصل غرض کے سوا اور کوئی مضمون ایسا لطیف نہین ہو گا۔ جس کے متعلق مین آج آپ لوگون کے سامنے کچھہ کہون۔ اس سوسائٹی کی غرض جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے مشرق و مغرب کے درمیان اتفاق ہے اور اس غرض سے مجھے خاص طور پر دلچسپی ہے۔ کیونکہ مین جس کرتا ہون۔ اور جس کی نیابت کا عہدہ خدا تعالیٰ نے محض بندہ نوازی سے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اس کا دعویٰ تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسے دنیا مین اس لئے بھیجا ہے۔ کہ تمام فسادون کو دنیا سے دور کر دے۔ اور سب لوگون مین محبت اور پیار کی روح پھونکے۔ اس کے عہدون مین سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے عطا ہوئے ایک سلامی کا شہزادہ بھی تھا۔ کیونکہ وہ سب دنیا کو سلامتی دینے کے لئے آیا تھا بس مجھے اور میرے ہم مذہب کو اس امر کو دیکھکر کہ کوئی جماعت اس غرض کو پورا کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ جس کے لئے ہمارا امام بھیجا گیا تھا۔ نہایت ہی خوشی پہنچتی ہے۔ پس طبعاً مجھے آپ کی ایسوسی ایشن سے ایک انس ہے اور مین دعا کرتا ہون کہ خدا تعالےٰ آپ کے کام مین برکت دے اور آپ کی ہمتون کو بلند کرے۔

بہنوا اور بھائیو! مین آپ کو ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہون جو یقیناً آپ کے کامون مین ممد ہو گی۔ اور جس کے بغیر حقیقی کامیابی مشکل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کو اس ہستی کی طرف قدم بڑہانا چاہیئے۔ جو تمام عالم خلق کے لئے بطور مرکز کے ہے۔ اور ایک دائرہ ہمین یقین دیتا ہے۔ کہ تمام بعد مرکز سے بعد کی وجہ سے ہوتے ہین جون جون ہم مرکز کے قریب ہوتے جاتے ہین۔ خواہ ہم کسی جانب سے ہی کیون نہ چلے ہون۔ ہم ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہوتے چلے جاتے ہین۔ حتیٰ کہ اگر ہم مرکز تک پہنچنے کی توفیق پالین تو پھر تو ہم مین کوئی جدائی رہتی ہی نہین۔

اس تمام عالم خلق کا مرکز خدا ہے۔ اور بجز اس کی کامل محبت کے اور اس کے قرب کے ہم حقیقی اتحاد پیدا نہین کر سکتے۔ جھگڑے تب ہی پیدا ہوتے ہین۔ جبکہ ہم اس کی طرف سے منہ موڑ لیتے ہین اس کی کامل محبت ہمارے دلون کو نفرت اور حقارت کی جذبات سے بالکل خالی کر دیتی ہے لوگ ضرب المثل کے طور پر بھائیون کی محبت کو پیش کرتے ہین۔ مگر یہ محبت کسی سبب سے ہے۔ اس لئے کہ ان کے وجود مین لانے والی ایک ہے۔ اولاد کا مان سے یا باپ سے تعلق ان کے باہمی تعلقات کو مضبوط کر دیتا ہے اسطرح جب لوگ خدا تعالیٰ کی طرف محبت کو دوسری باتون پر ترجیح دین گے۔ تو ان کے باہمی تعلقات مضبوط ہونگے اور وہ محسوس کرین گے کہ جب ان سب کا پیدا کرنے والا ایک ہے اور ایک ہی ہستی کے دامن رحمت کے سایہ کے نیچے بیٹھے ہوئے ہین تو کیا وجہ ہے وہ ایک دوسرے کی نسبت نفرت اور حقارت کے جذبات کو پیدا ہونے دین۔

دنیا کا امن دنیا کے لوگون کے لوگون کے ذریعہ سے نہین ہو سکتا۔ کیونکہ صلح کرنے والا یا مغربی ہو گا یا مشرقی اور اسی وجہ سے ایک یا دوسری قوم اس کی کوششون کو شک کی نگاہون سے دیکھے گی۔ صلح اس ہستی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے بلکہ سب جہتون سے پاک ہے۔ اس ذات کی طرف قدم بڑہانے سے ہم درحقیقت ایک دوسرے۔ اور جو اس کی طرف آیا وہی ہم سب کو جمع کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جو آسمان سے آتا ہے مغربی مشرقی نہین کہلا سکتا۔ بلکہ جو اس سے تعلق رکھتے ہین وہ بھی مشرق و مغرب کی قید سے آزاد ہو جاتے ہین۔ مین سخت حیران ہو جاتا ہون جب دیکھتا ہون۔ بلا وجہ بے سبب آپس مین کیون عداوت کرتے ہین رہائش کی جگہ کے اختلاف اور دلی منافرت اور عداوت کا آپس مین کیا تعلق ہے؟ کیا کوئی ملک ہے جو سب دنیا کی آبادی کو جمع کر سکا ہے کیا یورپ اور اس کے مختلف بلاد امریکہ افریقہ اور ایشیا کی آبادی کو حکومت دیکھتے ہین؟ کیا امریکہ افریقہ یا ایشیا دوسرے براعظمون کی آبادی کو سنبھال سکتے ہین؟ اگر نہین تو جو بعد محض ضرورت کی وجہ سے ہے اور جس کا علاج کسی کے پاس نہین اس کے سبب سے اسقدر جھگڑا اور رسوائی کیون ہے؟ مین مذہبی اور تمدنی اور علمی اختلاف کو دیکھتا ہون۔ تو وہ بھی کوئی وجہ اختلاف کی نظر نہین آتی۔

اگر کوئی قوم دوسری قومون سے مذہبی۔ تمدنی یا علمی ترقی مین بڑہی ہوئی ہے تو اس کو دوسری قومون کو ابھارنے کی کوشش کی جائے۔ نہ اس سے نفرت کرنی چاہیئے۔

ایک گرے ہوئے بھائی کی حالت کو دیکھہ کر ایک شریف آدمی کے دل مین اظہار ہمدردی پیدا ہوتا ہے۔ یا اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے؟

دوستی تو وہی ہے جو تکلیف کے وقت مین ظاہر ہو۔ وہ جس کا اظہار آرام و راحت کے زمانہ مین کیا جائے پھر جب کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ قومون کو ترقیات اور ان کے تنزل دورہ ہی نہین آج ایک قوم ترقی کرتی ہے کل دوسری کون سی قوم ہے جس نے شروع دنیا سے علم کی مشعل کو اونچا رکھا ہو۔ پھر کسی قوم کا حق ہے کہ وہ دوسرون کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔

دنیا کی ہر ایک قوم ایک دوسرے کی شاگرد ہے۔ باری باری سب استادی اور شاگردی کی جگہین تبدیل کرتے چلے آتے ہین پھر یہ اختلاف اور منافرت کیون ہے۔ اس وجہ سے کہ لوگ اپنے آپ کو اس دنیا مین محدود سمجھتے ہین اور اس وجہ سے جہات کا اختلاف اور حالتون کا تغیر ان کے قلوب پر برا اثر ڈالتا ہے۔ جس دن دنیا کا یہ نقطہ نگاہ بدلا اسی دن سے صلح اور امن کا دور دورہ شروع ہو جائیگا بہنو! اور بھائیو! آؤ ہم اپنی نظر کو ذرا اونچا کرین اور دیکھین کہ ہم صرف اس دنیا کے ساتھ جو سورج کے گرد زمین کی گردشون کی وجہ سے مغرب و مشرق مین منقسم ہے تعلق نہین دیکھتے۔ بلکہ ہماری جگہ بہت وسیع ہے ہم اس خدا سے تعلق رکھتے ہین۔ جو تمام عالم کا پیدا کرنے والا ہے پس ہمارا قدم سورج سے بھی اونچا ہے۔ اور مشرق اور مغرب ہمارے غلام ہین۔ نہ کہ ہم مشرق و مغرب کے غلام ہم سمجھدار ہو کر ان باتون سے کیون متاثر ہون جو صرف نسبتی اور وہمی ہین۔ مشرق و مغرب کا سوال لوگون کو ریا کر رہا ہے۔ مگر مین پوچھتا ہون کہ وہ مغرب کہان ہے جو کسی دوسری جہت سے مشرق نہین اور مشرق کہان ہے جو کسی دوسری جہت سے مغرب نہین آؤ ہم اپنی آپ ان وہمون کو مٹانے والے اونچا ثابت کرین اور اس مرکز...

[illegible]

جنوبی ہند اور سیلاب عظیم

جدائے آفرینش سے آج تک جہان وہ رحمان و رحیم خدائے رب العزت نے دنیا کی بہتری و بہبودی اور اس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے محض اپنے فضل و رحم سے سب ضرورت اپنی طرف سے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا۔ وہاں وہ ان فرستادہ وجودوں کو دکھ اور تکلیف دینے والے مکذبین پر قسم قسم کے عذابوں کو بھی نازل کرتا رہا اور اس زمرہ مخالفین کو اس کے بھیجے ہوئے کے مقابل کبھی عزت اور فتح نصیب نہیں ہونے دی۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت ابتدائے عالم سے آج تک چلی آتی ہے۔ کوئی قوم نہیں گذری۔ کہ جس کی طرف منجانب اللہ کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ گویا مطابق آیت حسرۃ علی العباد کوئی نذیر و مبشر آج تک نہیں آیا کہ اس کے ہمعصر دشمنوں اور مخالفوں نے کمال شہرت سے اس کی مخالفت نہ کی ہو۔ اور ان کے ہر فعل کو تمسخر اور حقارت کی نظر سے نہ دیکھا ہو۔ اور ان کی ان بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر خدا کا قہر و غضب نہ نازل ہوا ہو۔ کبھی تو اس قہار کا یہ غضب طوفان نوح کی شکل میں نمودار ہوا۔ اور کبھی خطرناک آندھی اور بگولا کی صورت میں۔ پھر کبھی اس کا یہ قہر زلزلوں اور وباؤں کی شکلوں میں نمودار ہوا۔ اور پھر کبھی قحط اور جنگ کی صورت میں۔ الغرض اس اندھی دنیا نے اپنی سرکشی اور بداعمالی سے اس خدائے خالق ارض و سما کے غیظ و غضب کو ہمیشہ بھڑکایا اور ہلاکت و تباہی کے گڑھوں میں گرتی رہی۔

کہتے ہیں کہ نوحؑ کا طوفان عالمگیر تھا۔ مگر اس لفظ سے کہ ان کا دعویٰ ”انی رسول اللہ الیکم جمیعاً“ کا نہ تھا اور اس وجہ سے اس قول کی صحت میں شک و شبہ کی گنجائش ہو۔ اور یہ کہدیا جا سکتا ہو۔ کہ لفظ عالمگیر سے غلط مفہوم تصور کیا گیا ہو۔ تاہم اس طوفان کی کمال شدت اور تباہی سے کب کسی اہل علم کو انکار ہو سکتا ہے۔ پس یہ صحیح ہے کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ان کی تکذیب کی وجہ سے ایک خطرناک اور تباہکن طوفان آیا جس سے ان کے دشمن بالکل ہلاک کر دیئے گئے یہانتک کہ ان کا بیٹا بھی اس ہلاکت سے نجات نہ پا سکا۔ مگر اس طوفان کو وقوع پذیر ہوئے بھی ہزاروں برس گذر گئے۔ اور مرور زمانہ کے ساتھ اس کی وہ خطرناک شکل اور اس کی وہ اہمیت بھی لوگوں کے دلوں سے نکلتی گئی۔

اس قسم کے تباہ کن سیلاب اور عذاب ہمارے زمانہ میں بھی آئے۔ بلکہ یوں کہا سکتا ہے کہ گذشتہ قرنوں میں جسقدر تباہیاں آئیں اور جسقدر عذاب آئے۔ وہ ناوہ مجموعی طور پر نازل کئے گئے ہیں۔ اور انہیں تباہ کن سیلابوں میں سے ایک موجودہ سیلاب عظیم ہے۔ جو جنوب ہند میں آیا ہے۔ عقلمندوں اور سوچنے والوں کے لئے یہ سیلاب کسی پہلو سے بھی طوفان نوح سے کم نہیں ہے۔ میں نے ان سیلاب زدہ علاقوں کو دیکھا۔ اور وہاں کی حالت سے کسی قدر واقف ہوا۔ پس میرا فرض ہے کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ ناظرین الحکم کے سامنے رکھوں۔ اور ان سے بصد عجز و انکسار التجا کروں کہ خدارا ذرا غور کرو کہ آخر اسقدر تباہیاں کیوں آ رہی ہیں۔ اور ان سے نجات پانے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

جنوبی ہند میں عموماً اور اس میں بھی ساحل مغرب میں خصوصاً باقی جگہوں سے ہر سال زیادہ بارش ہوتی ہے۔ اور موسم برسات میں ہر سال کچھ نہ کچھ پانی چڑھ آتا ہے مگر کثرت بارش سے اور دریاؤں کے چڑھ جانے کی وجہ سے جو سیلاب امسال جنوبی ہند میں آیا ہے آج تک ایسی طغیانی شاید ہی آئی ہو۔ اور اس طغیانی سے جو جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔ وہ ایک دردناک افسانہ ہے۔ جس سے تاریخ ہند کے چند اوراق تا قیامت سیاہ رہیں گے۔ کئی بستیاں ہیں کہ وہ آج ویران ہیں۔ اور کئی گھر ہیں کہ ان میں ایک بھی متنفس نہیں۔ اگر ان سیلابی علاقوں کو کوئی آج جا کر دیکھے۔ تو وہ نہیں کہہ سکتا کہ یہی وہ علاقے ہیں جن کو چند ہفتے پہلے میں نے سرسبز اور شاداب میں نے دیکھا تھا۔ کئی جگہیں کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بالکل الٹ دی گئی ہیں۔ اور سرسبز کھیتیاں ہیں کہ ریت کے تودے سے بدل گئی ہیں۔ اور جسقدر گھر تباہ ہوئے ہیں۔ ان کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ صرف مالابار میں پچاس ہزار گھر تباہ ہوئے ہیں۔ کل جو بلند عمارتوں میں خالق ارض و سما سے لاپرواہ ہو کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آج بے خانماں پھرتے ہیں کہ ان کے لئے بارش اور دھوپ سے بچنے کے لئے ایک جھونپڑی تک میسر نہیں۔ سچ ہے۔ گیدڑ اور خرگوش کے لئے بھٹ ہے جہاں وہ راتیں بسر کرتے ہیں۔ مگر آہ ان آمزادوں کے لئے۔ کوئی جائے پناہ نہیں۔ کئی ہیں کہ کل وہ امیر تھے اور آج وہ مفلس۔ اور کئی ہیں کہ کل وہ آسودہ حال سمجھے جاتے تھے اور آج شدت بھوک کے مارے ہر کسی کے سامنے دست سوال دراز کرتے پھرتے ہیں۔ ان کی وہ آن بان شان و شوکت مٹی میں مل گئی اور کوئی بھی نہیں کہ ان مصیبت زدہ غریبوں کی دلجوئی کرے۔

کہتے ہیں کہ پانی اس سرعت سے چڑھتا تھا۔ کہ دو تین گھنٹوں میں بستیاں غرقاب ہو جاتی تھیں۔ اور تمام علاقہ پانی میں غرق ہو جاتا تھا۔ جو لوگ کشتی لیکر ان بستیوں کو غرقاب ہوتے پا کر ان بستی والوں کو بچانے کے لئے گئے۔ ان میں سے بعضوں کا بیان ہے۔ کہ بعض گاؤں کو غرقاب ہوتے ہم نے پایا۔ اور کشتی لے کر بہت جلد اس مقام پر پہنچے۔ اور حسب استطاعت ہم نے کوشش کر کے بعضوں کو کشتی میں بچا لیا اور واپس لائے۔ مگر ہماری واپسی چاروں طرف سے عورتوں اور بچوں کی چیخ و پکار کی دردناک آواز ہمارے کانوں میں آتی تھی۔ کہ ”خدا کے لئے ہمیں کوئی بچاؤ، ہم غرق ہو رہے ہیں“ اور تیئں دردآواز آہستہ آہستہ سنائی نہ دے سکتی۔ اور وہ بستی جو گھنٹے قبل آباد اور پر رونق تھی۔ پھر ایک متلاطم سمندر دکھائی دیتی۔

نہیں کہا جا سکتا کہ اس طوفان عظیم سے کس قدر جانیں تلف ہوئی ہیں۔

سمندر کی لہروں کے ہاتھوں تھپیڑے کھاتی ہوئی بعض لاشیں ساحل پر آپڑتی۔ اس طرح کئی لاشیں ملی ہیں۔ مالی نقصانوں کا اندازہ جو اس طوفان سے ہوا ہے سینکڑوں ہزاروں اور لاکھوں اور کروڑوں کا نہیں بلکہ کھربوں کا لگایا جاتا ہے۔ پہاڑوں سے بڑے بڑے درخت بیخ و بن سے اکھڑ کر پانی میں چلے آئے ہیں۔ اور قسم کے درخت ہی عمارتوں اور پلوں کے لئے مہلک ثابت ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے ریلوے پلوں سے بھی ان درختوں کی ٹکر کا صدمہ برداشت نہ ہو سکا فصلوں کی تو یہ حالت ہے کہ وہ بالکل ریت سے ڈھک گئی ہیں۔ غنیمت ہے جو آئندہ سال ان علاقوں میں کچھ پیداوار ہو۔

اگر اس طغیانی کی داستان میں انفرادی طور سے بیان کروں۔ یعنی ہر ایک مقام کا جس کا مجھے علم ہے حال سناؤں تو یہ ایک طویل مضمون ہو جائے گا۔ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اسی سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس سیلاب سے کیا ایک حشر کا نمونہ بپا ہوا ہو گا۔ دشمن اور دوست ہر کوئی اس کو عذاب الٰہی کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ اور واقعی ہے بھی ایک عظیم الشان عذاب۔ مگر اس عذاب پر بھی عذاب یہ کہ لوگوں کی عقلیں سلب ہو گئیں۔

کہ وہ سوچتے نہیں کہ آخر اسقدر تباہیاں کیوں آ رہی ہیں۔ خداوند تو فرماتے ہیں۔ کہ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ آخر وہ کونسا رسول ہے جس کی بعثت کی یہ عذاب خبر دے رہا ہے۔ اگر اس کا جواب مسلمان یہ دیں کہ رسول کریم کے انکار سے اسقدر تباہیاں آ رہی ہیں۔ تو عیسائیوں کو بھی حق ہے۔ کہ وہ تکذیب عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور پھر یہودی بھی اسی طرح پر مستحق ہیں۔ کہ موسیٰ کے انکار کی وجہ سے یہ قہر نازل ہو رہا ہے اور پھر ہندو بھی اپنے اوتاروں کو پیش کر سکتے ہیں۔ پھر تو یہ ایک عجیب مضحکہ انگیز بات بن جاتی ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ بعثت رسول اور نزول عذاب دونوں قریب قریب زمانہ میں ظہور پذیر ہوں۔ اے لوگو! سوچو اور اپنے تئیں ہلاکت سے بچاؤ۔

خاکسار عبدالرحیم از پینگاڑی (مالابار)

درخواست دعا

ایک صاحب کہیں سے دعا کے متمنی ہیں جن کا نام اور پتہ نہیں لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ بندہ مدت سے طرح طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا ہے۔ اور بلا مبالغہ ایکدن بھی خوشی اور چین سے نہیں گذرتا بڑی بات یہ ہے کہ خاکسار کی اہلیہ عرصہ چھ ماہ سے علیل ہے بیماری باوجود علاج کے روز افزوں ہے۔ حتیٰ کہ ناامیدی ہے۔ بڑی پریشانی کا باعث دو چھوٹے بچوں کا ساتھ ہے ایک کی عمر ۵ سال کی اور دوسری لڑکی ہے اس کی عمر آٹھ ماہ ہے لہذا تمام بزرگان دین سے دعا کا طالب ہوں

خطبہ جمعہ بمقام مسجد پٹنی (لنڈن)

(۵ ستمبر ۲۴ء)

حسب معمول سورۃ فاتحہ کی تلاوۃ کے بعد فرمایا۔

سورۃ فاتحہ (جسکو ہم بار بار پانچوں وقت نمازوں میں پڑھتے ہیں) کی ایک آیت (جو دشمنوں کے لئے ہمیشہ ٹھوکر کا موجب ہوتی رہی ہے) ہمارے لئے بہت ہی قابل غور ہے اور وہ اہدنا الصراط المستقیم ہے۔

ایک مسلمان جو اسلام قبول کر چکا ہے۔ بلکہ اسلام کے موافق زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ اور اپنے وقت اور آرام کی قربانی کرنا چاہتا ہے اور عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو کس غرض کے لئے دعا کرتا ہے ؟ یہ سوچنے کے قابل بات ہے۔

اہدنا الصراط المستقیم کے معنی کئی رنگ میں کئے جاتے ہیں۔ ایک مشہور معنے تو یہ ہیں کہ ہدٰی کے تین معنے ہیں رستہ دکھانا اسپر چلانا۔ چلاتے رہنا۔ ایک شخص جو نہیں جانتا کہ سچا مذہب کونسا ہے وہ جب۔ اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتا ہے تو اس کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ حقیقی مذہب کا راستہ دکھا اور جو مذہب قبول کر چکا ہے اسکی دعا یہ ہوگی کہ اس مذہب پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اور جس کو توفیق ملی ہے اسکی دعا اس غرض سے ہے۔ کہ اس توفیق عمل کو قایم رکھ۔ اور اس صحیح راستہ پر چلاتا ہی رہ اور اسطرح پر استقامت عطا کر۔ یہ عام اور مشہور معنے ہیں جو کئے جاتے ہیں اور اپنی جگہ درست ہیں۔

لیکن اس کے ایک اور معنی بھی ہیں جس کی حقیقت سمجھنے کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ میرے خیال میں بہت سے لوگ مسلمانوں میں بھی اور دوسری اقوام میں بھی ایک غلطی میں مبتلا ہیں۔ اور وہ اس غلطی کو یہی نہیں کہ غلطی نہیں سمجھتے بلکہ اسپر مصر ہیں۔ اور یہ ہے کہ ان کے خیال میں کسی کامیابی کے لئے اتنا ہی ضروری ہے کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ خلاف صحیح راستہ ہے۔ ایشیا کے اکثر مذاہب برہمو وغیرہ ایسی غلطی میں مبتلا ہیں وہ کہتے ہیں کہ سچائی کے معلوم ہو جانے پر اس کا مل جانا کیا مشکل ہے۔ مگر یہ نا نقص کا اور غلط خیالی ہے۔ دیکھو یہ مان لینے کے بعد کہ خدا موجود ہے خدا مل نہیں جاتا۔ ایک شخص جانتا ہے کہ امریکہ موجود ہے لیکن اس علم کے ساتھ وہ امریکہ پہونچ نہیں جاتا۔ یہ جان لینے پر کہ ماؤنٹ ایورسٹ ہمالیہ کی سب سے اونچی چوٹی ہے وہ اس پر چڑھ نہیں جاتا۔ تو پھر یہ کہدینے سے کہ ہم نے خدا کو مان لیا ہے۔ کوئی شخص خدا تک پہونچ نہیں جاتا۔ اس مادی عالم میں جبکہ محض علم کسی چیز کا اس کے حصول کا باعث نہیں ہو جاتا۔ تو خدا تعالےٰ کا قرب محض اس علم سے کہ خدا موجود ہے کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔

بہت لوگ ہیں جو اس غلطی میں مبتلا ہیں اور مجرد علم اور مان لینے کو کافی سمجھے ہوئے ہیں حالانکہ یہ بہت ہی ادنیٰ اور ابتدائی درجہ ہے۔ ایک جماعت ہے جو اس سے بڑھ کر کہتی ہے کہ اس کے حصول کے لئے کوشش کی ضرورت ہے۔ بے شک یہ درست ہے جب تک کسی سچائی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش نہ کی جائے ہم اس کو نہیں پا سکتے لیکن اس کوشش کے ساتھ جس چیز کی ضرورت ہے۔ اور جس کے بغیر مطلب حاصل ہو ہی نہیں سکتا وہ یہ ہے کہ ہماری کوشش ان ذرایع کی ہو

جن کے ذریعہ کامیابی ہوتی ہے

دنیا میں ناکامیوں کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ صحیح ذریعہ سے لوگ کوشش نہیں کرتے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنے مقصد میں ناکام رہ جاتے ہیں۔

پس سورۃ فاتحہ کی یہ آیت اس اصل کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور اس سے یہ بھی سبق ملتا ہے۔ کہ صحیح ذرایع کی طلب ہمارا پہلا مقصد ہے اہدنا میں اول انسان ہدایت چاہتا ہے کہ صحیح راستہ مل جائے۔ مگر صرف اسی قدر کہہ کر نہیں چھوڑ دیا کہ انسان کو ہدایت کا علم ہو جاوے بلکہ الصراط المستقیم کہکر انسان کے اندر ایک جوش پیدا کر دیا ہے کہ صحیح ذرایع جو ہدایت تک پہونچنے کے ہیں ان کی توفیق ملے وہ میسر آ جائیں۔ اگر وہ صحیح ذرایع نہ ملیں تو سوائے سوزش اور جلن کے کیا ہوگا ؟

انسان کو ناکامی پر کس قدر تکلیف ہوتی ہے جب وہ اپنی محنت اور کوشش کو دیکھتا ہے۔ کہ رائیگان چلی گئی۔ پس اس شورش اور تکلیف سے بچانے کے لئے اصل ذرایع کامیابی کی توفیق پاتا ہے۔ ایک پیاسا آدمی اتنا تو جانتا ہے کہ پانی ہے مگر اس تک پہونچ نہ سکنے کے باعث تو اسکی شدت پیاس میں اور بھی تکلیف بڑھ جاوے گی۔ اتنے علم سے ایسے فائدہ نہیں ہوگا۔ پس کامیابی کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے

وہ اس کے صحیح ذرایع کا حصول ہے

اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل اور رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں اس لئے قرآن مجید نے اہدنا الصراط المستقیم کی تعلیم دی ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت میں بھی پورے طور پر اس کا احساس نہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے مان لینا اور اسپر عمل کرنا کافی ہے مگر عمل کے لئے جب تک صحیح ذرایع ساتھ نہوں۔ وہ عمل بھی ناقص اور بے نتیجہ ہو جائے گا۔ میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ بڑی قربانی کر کے کام کرتے ہیں مگر اس میں نقص ہوتا ہے۔ اور نتیجہ ناکامی ہوتی ہے۔ میں جب اعتراض کرتا ہوں تو دوسرے لوگ کہدیتے ہیں۔ کہ تو بہت بڑی محنت کرتے ہیں۔ صبح سے لیکر رات کے نو بجے تک کام کرتے رہتے ہیں۔ میں ان کی محنت کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن جب تک صحیح ذرایع پاس نہ ہوں گے۔ اس محنت کا کوئی فائدہ نہیں۔

جب صحیح ذرایع سے عمل ہوگا۔ تو محنت اور وقت دونوں میں کمی ہو جاوے گی۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک شخص پندرہ گھنٹہ کام کرتا ہے۔ اور نتیجہ کچھ نہو۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ کامیابی ہو اور اس کے لئے جب تک صحیح ذرایع کو اختیار نہ کیا جائے گا۔ کوئی فائدہ نہوگا ؟ ان صحیح ذرایع کے حصول کی تعلیم اہدنا الصراط المستقیم کی دعا میں ہے۔

اس بات کو خوب یاد رکھو کہ محض کام کرنا اوقات یا روپیہ کا صرف کر دینا یا احساسات اور جذبات کا قربان کر دینا کافی نہیں ہے۔ اور اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہوا۔ اصل چیز جس کے لئے انسان ساری محنتیں اور قربانیاں کرتا ہے کامیابی اور حصول مقصد ہے۔ اگر وہ حاصل نہیں ہوتا تو کیا فائدہ ؟ اور اس کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے کہ

ان اسباب کو حاصل کیا جائے جو اس کے لئے ضروری ہیں۔

اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے ملتے ہیں اسی کے لئے یہ دعا ہے۔ پہلے اصل مقصد کا علم حاصل کر لو پھر اس کے صحیح ذرایع حاصل کرنے کے لئے خدا تعالےٰ سے دعا کرکے توفیق کرکے دعا چاہو۔ اور پھر استقامت کے ساتھ ان ذرایع سے کوشش کرو اور یہ عزم کر لو کہ اس مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ اس کے لئے تھکو نہیں اور ہمت ہارو نہیں بغیر صحیح ذرایع کے اصل مقصد دور ہوتا جائے گا۔

ایک شخص دن میں پانچ نمازیں پڑھتا ہے اور ایک منبر ہے جو رات دن الٹا لٹکا رہتا ہے اور ایسی شدید محنت برداشت کرتا ہے۔ کہ تصور سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ نمازوں کے مقابلہ میں اس کی محنت اور عمل بہت بڑا ہے۔ مگر کیا اس طریق سے خدا ملجاتا ہے ؟ خدا کو کسی کے الٹے سیدھے لٹکنے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ اس کے اعمال اور احکام کے ساتھ پاکیزگی اور وہ اخلاص وابستہ جو خدا تعالےٰ کے قرب کا ذریعہ ہے وابستہ ہے۔ خدا تعالےٰ کے احکام تکلیف کے لئے نہیں ہوتے۔ بلکہ ان سے کامیابی اور ابدی راحت وابستہ ہوتی ہے۔ اگر چارپائی پر بیٹھے رہنے یا سونے سے کامیابی ہو تو خدا یہی حکم دیتا ہے۔

انسان بعض وقات اس حقیقت کو نہیں سمجھتا اور دھوکہ کھاتا ہے۔ خدا تعالےٰ انسان کو مشقتوں میں ڈالنا چاہتا۔ بلکہ خدا تعالےٰ تو انسان کے لئے لیسر پسند کرتا ہے۔ ہاں انسان اپنی نادانی سے صحیح راستہ اور صحیح ذرایع کو چھوڑ کر خود مصیبتوں اور مشقتوں میں پڑ جاتا ہے۔

ہاں یہ سچ ہے کہ بعض اوقات کامیابیوں کا صحیح ذریعہ مختلف قسم کی مشقتیں بھی ہوتی ہیں۔ اور کئی قسم کی قربانیاں ایسے کرنا پڑتی ہیں۔ لیکن ان مشقتوں اور قربانیوں میں ایسے تکلیف نہیں ہوتی۔ بلکہ دل اس امید اور خوشی سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جو اپنے مقصد کی کامیابی کی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ان کو شوق اور جوش سے اختیار کرتا ہے۔

پس میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ صرف اتنی ہی بات پر خوش نہوں۔ کہ انہیں راستہ مل گیا ہے یا وہ حصول مقصد کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ انہیں دیکھنا چاہیے کہ کیا وہی طریق کامیابی کا ہے۔

جس پر وہ چل رہے ہیں۔ اگر نہیں تو انہیں فکر کرنی چاہئے کہ ان کی محنت۔ اور وقت روپیہ ضائع نہ ہو۔ صحیح اسباب محنت کو کم کر دیتے ہیں۔ بعض دو گھنٹہ میں کام ختم کر لیتے ہیں جبکہ کام کرنے کا صحیح طریقہ انہیں معلوم ہو۔ اور بعض پندرہ گھنٹہ میں بھی کر کے ختم نہیں کر سکتے۔ اور اس کا کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا۔ کہ ابوبکر کی فضیلت اس وجہ سے جو اس کے دل میں ہے۔

اس سے یہی مطلب ہے کہ ابوبکر اپنے اخلاص و وفا کے ساتھ جو خدمت دین کی کر دیتے ہیں۔ وہ عقل اور فکر سے سوچ سمجھ کر ایسے طریق سے کرتے ہیں۔ جو کامیابی کا موجب ہوتی ہے۔

یاد رکھو کہ ایک شخص ساری نماز پڑھتا ہے۔ اور اس میں خشیت پیدا نہیں ہوتی وہ اس کے برابر نہیں جو ایک بار سبحان اللہ کہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا قلب پگھل جاتا ہے۔ اور یہ بات صرف صحیح طریق کے حاصل ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ پس اپنے تمام کاموں میں ان امور کو مد نظر رکھ کر کرو بغیر اس کے کامیابی مشکل ہے۔

اور یہی نہیں کہ ناکامی ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ایک سوزش اور جلن ہوتی ہے۔ جو انسان کو اپنی محنت و وقت روپیہ کے صرف کرنے سے ہوتی ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم ایسے طریقوں سے استعمال کر کے خدمت دین کریں جو اسلام کی ترقی کا موجب ہوں۔ اور ہم کو اس کے فضلوں اور برکات کے حاصل کرنے کا موقعہ دیں۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح پر اسراف کا الزام

گذشتہ سے پیوستہ

پورٹ سعید کی صبح اور ایک واقعہ

اس صبح کو ڈاک ہندوستان جانے والی تھی۔ اس لئے احباب نے اپنے اپنے گھروں کو خطوط لکھے جب وہ خطوط تیار ہو چکے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے حکم دیا۔ کہ ہر شخص کو صرف ایک خط اپنی بیوی بچوں کو سلسلہ کے خرچ پر بھیجنے کی اجازت ہے۔ اور باقی جس کو وہ روانہ کرنے ہوں وہ اپنے پاس سے روپیہ صرف کریں۔ اس پر ساری جماعت نے سر اطاعت جھکا دیا اور بہت خوشی سے باوجود اس کے کہ بہت سے دوستوں نے بہت سے خطوط اپنے احباب کے لئے بھی لکھے تھے۔ بالآخر وہ سب کے سب انہوں نے اپنے پیسے سے روانہ کئے۔

پورٹ سعید سے قاہرہ

پورٹ سعید سے قاہرہ کے لئے سوائے چار ٹکٹوں کے سب ٹکٹ تھرڈ کلاس کے تھے اور بغیر کسی تمیز کے سب تھرڈ کلاس میں بیٹھے ہوئے تھے جنہوں نے مصر دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ قاہرہ کے راستے میں سخت ریت اڑتی ہے۔

ریت اڑ رہی تھی اور احباب تھرڈ کلاس کے کمروں میں سخت بھیڑ کے درمیان نہایت تنگی سے بیٹھے ہوئے تھے اور یہ سب تکلیف محض اس لئے برداشت کی گئی کہ کہیں سلسلہ کا روپیہ زیادہ خرچ نہ ہو جائے۔

ریل میں کھانا

گاڑی شام کو قاہرہ پہنچی تھی اور احباب نے کھانا نہیں کھایا تھا باوجود اس کے کہ اس میں کار لگی ہوئی تھی اور اس میں سے کھانا خریدا جا سکتا تھا۔ مگر کسی نے یہ جرات نہ کی اور اسٹیشن سے سوکھی ہوئی روٹیاں خرید کر کھائی گئیں

ہاں حضرت اقدس نے کچھ روٹی اور انڈا خرید لیا تھا جس کا ذکر میں کسی گذشتہ اشاعت میں کر چکا ہوں مگر میں سے کونسی چیز ہم کو روک رہی تھی۔ وہ وہی ایک چیز تھی۔ جو کہ جماعت کو اقتصاد کا سبق دے رہی تھی۔ اور تکلیف کے برداشت کرنے کی عادت ڈال رہی تھی اور اسراف سے بچنے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا تھا۔

ورنہ اگر چاہتے تو سیکنڈ کلاس میں سفر کرتے اور کار میں سے کھانا کھاتے۔

قاہرے کا قیام

قاہرہ بہت بڑا شہر ہے۔ جسمیں ایک پونڈ یومیہ کے ہوٹل میں اس میں ٹھیرنا بہت معزز مانا جاتا ہے۔ اگر حضرت اقدس چاہتے تو وہاں ٹھیر جاتے مگر آپ نے خاکسار محمود کے مکان پر ٹھیرنے کا قصد فرمایا جو بہت تنگ مکان ہے۔

اور جن احباب نے دیکھا ہے وہ احباب جانتے ہیں کہ وہ چار یا پانچ آدمی بھی آسانی سے نہیں رہ سکتے اس مکان میں اور اتنا ہی ان کے ساتھ ایک اور مکان تھا جسمیں یہ سارا قافلہ ٹھیرا۔ اور وہیں ملاقاتیں کہیں کا زین پڑی اور رات کو سارا قافلہ زمین پر بستر کر کے سوتا۔

پہلی رات میں نے دیکھا کہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے (یہ وہ ڈگری ہے جو محمد علی کے پاس ہے اور جس کا غالباً اسکو بہت ناز ہے) جو سلسلہ احمدیہ کے مایہ ناز فرزند اور ایک بے نفس خادم سلسلہ ہیں زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور تکیہ کی جگہ پگڑی رکھے ہوئے۔ میں اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا جو اس وقت میرے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ میں گیا اور مولوی صاحب کے لئے ایک تکیہ لیکر آیا اور ان کے سر کے نیچے رکھا۔

خان ذوالفقار علی خان کو میں دیکھتا تھا کہ ایک گداے بے نوا کی طرح حضرت کے کمرے کے سامنے کے برآمدے میں جو اوپر سے کھلا ہوا تھا۔ زمین پر بستر کئے لیٹے ہوئے تھے۔ کیا وہ ہوٹلوں میں ٹھیر نہیں سکتے تھے۔ اور کیا وہ چارپائیاں ان کو میسر نہیں آ سکتی تھیں۔

فلسطین کا سفر

میں فلسطین کے سفر میں قنطرہ اسٹیشن تک ہمرکاب تھا (یاد رہے قنطرہ مصر کا ایک اسٹیشن ہے) اس لئے لکھ دیا کہ محمد علی اینڈ کو کہیں اسکو فلسطین کا اسٹیشن خیال کر کے اسراف نہ جان لیں) قنطرہ میں جب حضور گاڑی میں جلوہ افروز ہو گئے۔ تو میں نے دیکھا کہ احباب تھرڈ کلاس میں اس تنگی سے بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے اسباب ایک دوسرے پر پڑا ہوا ہوتا ہے۔ ساری رات کا سفر تھا۔ اور اسپیڈ ہے اور کمزور ہم سفر تھرڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ یہ کیوں کہ قوم کا روپیہ اسراف سے خرچ نہ ہو۔

یہ چند نمونے ہیں اس شخص کے اقتصاد کے جس کو بد باطن کوتہ بین شخص مسرف کہتا ہے۔ اے قوم تجھکو مبارک اور صد ہزار مبارک کہ تجھکو ایسا سردار ملا

پھر تجھکو صد ہزار مبارک کہ تجھکو خدمتگذار ایسے ملے ہیں ان میں سے ہر ایک اس تکلیف کو فخر سے برداشت کر رہا ہے اور ان میں سے ہر ایک اس امر کو ملحوظ رکھ رہا ہے کہ کہیں روپیہ زیادہ خرچ نہ ہو۔ یہ چند واقعات ہیں جو میں نے دیکھے ورنہ وہ جو اس سفر میں قادیان سے ساتھ ہیں جو انہوں نے دیکھا وہ کسقدر ہو گا۔

ایک اور واقعہ

حضرت نے اجازت دی کہ احباب مصر کا عجائب گھر جہاں فراعنہ کی لاشیں ہیں جا کر دیکھ آئیں اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ قریب ہے یا دور میرے عرض کرنے پر حکم دیا۔ کہ اچھا سب کو ٹرام میں لیجاؤ۔

کیا وہاں گاڑیاں نہ جاتی تھیں۔ کیا مصر میں موٹریں نہ چلتی تھیں۔ مگر یہ اس انسان کے منہ سے نکل رہا تھا جس کو سیہ باطن کور چشم و دشمن مسرف خیال کرتا ہے۔ مگر وہ اپنی قوم کے معزز سرداروں کے لئے حکم دیتا ہے کہ ٹرام جو کہ ایک ادنیٰ درجہ کی سواری ہے۔ اس میں انکو لیجاؤ تا کہ کفایت مد نظر رہے۔ مجھکو یقین ہے کہ اگر حضرت کو اگر علم ہوتا کہ وہ بغیر تکان کے وہاں پیدل جا سکتے ہیں تو وہ حکم دیتے کہ انکو وہاں پیدل لیجاؤ۔

کاش کہ اعتراض کرنے والے ان اعتراضات سے پہلے ہی مر جاتے اور ان کے منہ ان الفاظ کے لئے نہ کھلتے جن کی بد بو نے سارے جہان میں گندگی کو پھیلایا۔

ان واقعات کے دیکھنے والے۔ محمد علی اینڈ کو سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں

موتو بغیظکم

ہاں ان اعتراضات سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ واقعات جو کہ چھپے ہوئے تھے ظاہر ہوئے اور ہمارے پیارے خلیفہ کا روشن چہرہ پوری چمک سے ظاہر ہوا۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

محمود۔ از مصر

سفر یورپ کی تقریب پر الحکم کا رعایتی
اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ذرہ نوازی نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی اپنے سفر یورپ میں رہنے کی عزت عطا فرمائی ہے اور وہ اس سفر میں سلسلہ کے خادم قدیم اور مشہورین کی حیثیت سے جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے کہ وہ ان توقعات کو پورا کر سکے جو اس کے محسن آقا اور رفقائے کار نے مقرر کئے ہیں ان کی غیر حاضری میں الحکم اور تادیب اشاعت کا کیا انتظام ہوگا اس کے متعلق میں نے جانے سے پہلے اعلان کر دیا تھا۔ اور اپنی جماعت کو فرائض متعلقہ الحکم کی طرف توجہ دلائی ہے۔ الحکم قوم کی امانت ہے۔ اور میں اسے قوم ہی کے سپرد کر کے اس سفر پر جا رہا ہوں اس کی حفاظت اور استحکام اب قوم کا کام ہوگا۔ اس تقریب کی خوشی میں میں نے پسند کیا ہے۔ کہ کارخانہ الحکم کی موجودہ کتب رعایتی قیمت پر فروخت کر دی جائیں۔ جو اس تحریک میں احباب حصہ لیں گے۔ وہ یہی نہیں کہ نہایت مفید اور عمدہ کتب اور ضروری قریباً مفت حاصل کر لیں گے۔ بلکہ وہ اس خادم قدیم کارخانہ کو ایڈیٹر الحکم کی غیر حاضری میں مدد دینے والے ہوں گے کارخانہ الحکم کی جملہ کتب سوائے سیرت مسیح موعود و حیات النبی کے رعایتی قیمت پر دیجائیں گی۔

(۱) ان کتابوں میں قران مجید کے ترجمے اور تفسیری نوٹوں کے پارے بھی ہیں جن کی مجموعی قیمت دس روپیہ ہے مگر رعایتی صرف چار روپیہ۔ علاوہ محصولڈاک۔

(پارہ نمبر ۲۴ لغایت ۳۰ و ۱۵ لغایت ۱۷)

(۲) مراۃ الجہاد جس میں مسئلہ جہاد کی حقیقت اور اعتراضات کی تفصیلی جوابات ہیں اصلی قیمت ۶ رعایتی صرف ۱۲

(۳) المکتوبات احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات اصلی قیمت ۸ رعایتی قیمت ۴

(۴) خطبات کریمیہ: حضرت مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ کے خطبات اصل قیمت فیجلد ۴ رعایتی ۲

(۵) مالابار میں احمدیت کی تاریخ: حضرت خلیفۃ المسیح پسندیدہ مجاہد مصری کی تصنیف اس کتاب کی آمد مجاہد مصری کے لئے مخصوص ہے۔ اور اسے مجاہد مصری ہی نے چھپوایا تھا پس اس کتاب کی خریداری سے مصری مشن کی تائید کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ اس کتاب میں کوئی خاص رعایت نہیں قیمت ۱۰

(۶) برھان الحق: عیسائی مذہب کی تردید میں نہایت قابل قدر رسالہ ہے حضرت مسیح موعود کے عہد سعادت میں ایک نو مسلم گرایجویٹ نے لکھا۔ قیمت ۳ رعایتی قیمت ۱

(۷) ادعیۃ القرآن: قران مجید کی دعائیں اور ان کا ترجمہ قاضی اکمل صاحب کا کیا ہوا قیمت ۱ رعایتی

تمام درخواستیں بنام منیجر ہوں

جیبی تقطیع پر مشہور و معروف احمدی مفسر کی
ترجمہ والی حمائل شریف

عالیجناب مکرم و محترم مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب عالم قران و ماہر تفسیر و احادیث و کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ و پروفیسر مدرسہ احمدیہ قادیان دارلامان نے محض احمدی احباب کی اشد ضرورت کو دیکھتے ہوئے۔ نہایت خلوص کیساتھ اپنے قیمتی اوقات کو خدا کی راہ میں قربان کرتے ہوئے اور ہماری التجا کو نہایت مہربانی فرما کر یہ بڑا اہم کام کیا ہے۔ ہم احمدی احباب دوسرے تراجم کے محتاج رہتے تھے چونکہ جماعت احمدیہ کے کسی خاص شخص کی طرف منسوب ہوتا ہوا۔ آج تک کوئی ترجمہ شائع نہیں ہوا۔ اور دل کی پیاس نہ بجھی لہذا دوستوں کی طرف اور اس اشد ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے خود بخود سامان میسر آئے اور حضرت مولانا جیسے باکمال وجود کو اس کام کے لئے کھڑا کیا۔ اور انہوں نے احمدی جماعت پر نہایت درجہ کی شفقت فرما کر پہلے تراجم کے نقائص کو دور کرتے ہوئے صحیح ترجمہ اور حواشی پر بعض نوٹ تحریر فرمائے ہیں احمدی احباب کو بشارت اور خوشخبری ہو۔ کہ آپ لوگوں کی ضرورت کو خدا نے عین وقت پر پورا کیا۔

اس جیبی حمائل شریف مترجم کو معرا حمائل شریف کی طرز و تحریر پر طبع کرانا شروع کیا ہے جس طرح اس کے لئے اللہ جل شانہ نے محض غریب نوازی سے مدد فرمائی اس کی چھپائی وغیرہ کے لئے بھی اپنے فضل و کرم سے سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی۔ اور صحت کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حمائل شریف اپنی خوبصورتی میں آپ ہی نظیر ہے۔ جلد بندی کے لئے انگلینڈ اور جرمنی سے سامان منگوایا ہے۔ جس سے جلد کی خوبصورتی دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت بہت ہی معمولی جس سے ہر شخص مستفید ہو سکے

رعایت نومبر ۱۹۳۴ء تک درخواست خریداری آنے پر خریدار کا نام جلد پر سنہری حرفوں میں لکھا جائے گا۔ ہدیہ اور حمائل شریف کے نمونہ کا جس سے اس کے خط وغیرہ کا طرز ظاہر ہو سکے الگ شایع ہوگا۔ کوشش کی گئی ہے کہ جلسہ سالانہ پر حمائل شریف مترجم اور غیر مترجم احباب کو مل سکے۔

درخواستیں خریداران۔ بنام محمد اسمٰعیل و عبد اللہ تاجران کتب جلد سازان

قادیان دارلامان

هو الشافی

مشکلیں آسان ہوئیں دکھ درد سب رفع ہو جائے

۱۔ معجون شاہی یا اکسیر جریان؟ خوشخبری ہو کہ ہماری آٹھ دس سالہ محنت اور کامل توجہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں معجون شاہی یا اکسیر جریان جو خالص جڑی بوٹیوں اور قیمتی اجزاء سے مرکب ہے عطا فرمائی۔ جو جریان اور خواب میں بلا ارادہ منی کے خارج ہونے اور ان سے پیدا شدہ جملہ کمزوریوں کے ازالہ کر نے میں بجلی کا کام دیتا ہے اور لطف یہ کہ باوجود ممسک ہونے کے مقوی باہ بھی ہے بچپن کی بد اعتدالیوں اور غلط کاریوں کے جملہ بد نتائج کی اصلاح کرنے میں اس کو ایک خاص خصوصیت ہے۔ قیمت فی پاؤ ۶

۲۔ روغن اکسیر اعصاب: بعض حالتوں میں اس معجون کے ہمراہ ہمارا تیار کردہ روغن اکسیر اعصاب بھی طلا کرنا پڑتا ہے جو کہ بذات خود ہر قسم کی سستی اور ضعف کمزوری اعضائے تناسل کے ازالہ کرنے میں اکسیر کا کام دیتا ہے۔ فی شیشی روغن اکسیر اعصاب ۲

۳۔ کشتہ طلاء: جس کو ہم نے نہایت محنت اور احتیاط سے تیار کیا ہے۔ پھر اس میں یاقوت اور کشتہ فولاد شامل کر دیئے اس کی قوت اور طاقت میں اور بھی چار چاند لگ گئے ہیں۔ اور اس کے فوائد بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ صرف طب کی مستند کتاب سے چند اقتباس برائے ملاحظہ درج کئے جاتے ہیں۔ جو کہ یہ ہیں۔ کہ سونا دل و دماغ اور حرارت غریزی کو بڑھاتا ہے۔ فہم و فکر کو تیز کرنیوالا معدہ جگر اور تلی کے ضعف کو دور کرنے والا اور امراض سوداوی اور خفقان توحش اور غم و حزن جنون کو دور کرنے والا کو نفع دینے والا ضعف باہ اور ضعف گردہ کو رفع کرنے والا۔ قلب میں اسقدر تفریح پیدا کرتا ہے کہ خود بخود ہنسنے کو دل چاہتا ہے۔ الغرض عجیب و غریب چیز ہے۔ اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

قیمت فی خوراک ۱۲ سینکڑہ خوراک ۴۳

۴۔ حب مقوی باہ: یہ گولیاں اپنے اندر ہر قسم کے ضعف اعضا میں اپنے اندر مسیحائی اثر رکھتی ہیں ضعف باہ ضعف دماغ اور ضعف معدہ کو نہایت مفید ہیں باقاعدہ سلوں کے بعد مایوس مریض لقوہ وغیرہ کے مبتلا بھی بفضل خدا صحت یاب ہو گئے ہیں قیمت فی سینکڑہ صہ ایک روپیہ کی سولہ گولی۔

۵۔ اکسیر سوزاک: سالہا سال کے تجربہ اور تلاش کے بعد یہ اکسیر سوزاک حاصل ہوئی ہے جو نئے اور پرانے سوزاک کو بفضل خدا ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ قیمت ایک ہفتہ ۲

۶۔ سرمہ مقوی بصر۔ یہ سرمہ بصارت کے لئے ایک اکسیر ثابت ہوا ہے جوانوں کی نقص بصارت کو دور کرتا ہے۔ اور بوڑھوں کے لئے از سر نو بصارت عطا فرماتا ہے۔ پرانے ککروں کے لئے بھی از حد مفید ہے۔ کیوں نہ ہو۔ نہایت قیمتی اجزا مروارید و ماميران سے تیار کیا گیا ہے فی تولہ ۶

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

حکیم صاحب نہایت مخلص اور پرانے احمدی ہیں۔ علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں حضرت خلیفہ اول نے بھی آپکی بعض دوائیں استعمال کروائی تھیں۔ اخلاص اور محبت کی تیار کی ہوئی اور دوائیں بیماروں کے لئے مفید ہونگی۔

ملنے کا پتہ: حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ